

## رمضان — ماهِ جود و سخا

امام حسن البنا شہید / ترجمہ: محمد ظہیر الدین بھٹی

میں چاہتا ہوں کہ آج آپ کو یہ بتاؤں کہ ماہِ رمضان ماہِ جود و سخا ہے، ماہِ کرم و عطا ہے، خرج کرنے کا مہینہ ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے اس موقف کے ساتھ ہم آہنگ ہوں اور اسی نتیجے تک پہنچیں جس تک میں پہنچا ہوں مگر ایک علمی طریق کارسے، ایک سائنسی فکر ریروچ کے ذریعے، ایک خالصتاً تحقیقی و علمی زاویہ نظر سے اور باریک بنی پرمنی تجزیاتی نقطہ نظر سے۔

اے عزیز گرامی قدر! آپِ رمضان کے دنوں میں کھانے پینے سے اجتناب کرتے ہیں۔ خوردنوش سے بچتے ہیں، آپ جسمانی لذات و شہوات کے خلاف لڑتے ہیں۔ آپ اپنے پروردگار کے حضور روزے، نماز، عبادت اور تلاوت قرآن کے ساتھ حاضر ہوتے ہیں۔ یہ انتہائی لذیذ غذا ہے، یہ روح کی من بھاتی لذیذ خوارک ہے، پاکیزہ نفس اس سے لطف اندوڑ ہوتا ہے۔ اس سے فکر و نظر میں جلا پیدا ہوتی ہے، اس سے نور بصیرت میں چمک دمک پیدا ہوتی ہے۔ چنانچہ نماز و روزہ اور عبادات و تلاوت کی برکت سے آپ حقائق کو ان کی اصل شکل میں دیکھیں گے اور ہر شے کو اس کے درست مقام پر رکھیں گے، جس کے لیے وہ پیدا کی گئی ہے۔

رمضان کے روزوں کے فوائد و ثمرات سے متاثر ہو کر، آپ اسی حقیقت تک پہنچیں گے کہ یہ دنیوی ساز و سامان اور یہ فنا پذیر اموال محض ذرائع ہیں، ان کی لذتیں مقصود نہیں اور نہ ان کی بذات خود کوئی قدر و قیمت ہی ہے۔ یہ مال و دولت اور یہ ساز و سامان دنیا، یہ مال و متعاج جہاں اس وقت اعلیٰ و اشرف ہے جب آپ اسے بھلائی کے کاموں میں خرچ کریں، جب کہ یہی مال و منال گھٹیا، یعنی اور حقیر و معمولی ہے، جب آپ اسے حقیر کا مون میں ضائع کریں۔

رمضان خرج کرنے کا مہینہ ہے۔ اگر آپ روزے کی اصل روح سے سرشار ہو جائیں اور روزے آپ پر ثابت اثرات ڈالیں تو آپ محسوس کریں گے کہ بہت سے لوگ بھوکے ہیں، ان کے حلق پیاسے ہیں، ان کی آنسیں قل هو اللہ پڑھ رہی ہیں، جب کہ آپ میں اتنی استطاعت ہے کہ آپ ان کی بھوک کا ازالہ کر سکتے ہیں، ان کے پیاسے حلق تر کر سکتے ہیں، ان کی بھوک پیاس مٹانے کی سکت آپ میں ہے۔ اب روزہ آپ کو اس بات پر آمادہ کرے گا کہ آپ ان بھوکے پیاسے انسانوں کے لیے مال و متابع دنیا خرج کریں۔ روزے کی برکات و سعادات کا ہی یہ شمرہ ہے کہ آپ خوشی و مسرت بلکہ فخر سے اللہ کی راہ میں خرج کریں گے۔

ماہ رمضان جود و سخا اور بذل و عطا اور داد و دہش کا مہینہ ہے۔ آپ جب اس کے روزوں کے تجربات سے گزریں گے تو آپ یہ محسوس کریں گے کہ آپ کے دل میں ایک نازک جذبہ جاگزیں ہو چکا ہے۔ ایک دقيق و رقیق احساس نے آپ کی ذات کا احاطہ کر لیا ہے۔ ایک نرم و نازک، رقت آمیز شعور مگر انتہائی طاقت و رسوچ نے آپ کے دل و دماغ اور حواس پر قبضہ کر لیا ہے۔ یہ جذبہ، یہ احساس، یہ شعور یہ سوچ کیا ہے؟ لوگ اسے نرم دی، رحمت اور شفقت و ہمدردی کا نام دیتے ہیں۔ اسے آپ خواہ کوئی سا بھی نام دیں، رحمت و شفقت کہیں یا محبت والفت، مگر آپ یہ ضرور محسوس کریں گے کہ آپ کی ذات میں کسی ایسے جذبے نے جگہ بنالی ہے جو آپ کو مجبور کرتا ہے کہ آپ پر یثان حال اور مصیبت زدہ لوگوں کے ساتھ ہمدردی و غم خواری کریں۔ آپ محروم لوگوں کو عطا کریں۔ آپ اپنے عطیات سے غریبوں، تیبیوں، مسکینوں اور بے سہار لوگوں کے آنسو پوچھیں۔ معلوم ہوا کہ رمضان بذل و عطا کا مہینہ ہے۔ آسان لفظوں میں دینے دلانے کا مہینہ ہے، خرج کرنے کا مہینہ ہے۔ روزوں کی عملی تربیت سے اگر آپ کی ذات میں یہ جذبہ پیدا ہو، یہ خیال ابھرے اور یہ سوچ پیدا ہو کہ یہ مال و متابع دنیا سب بتان و ہم و مگان ہیں۔ انسانوں کو آزمائش پر آمادہ کرنے والی فانی شے ہے۔ لوگ جسے مال و منال کہتے ہیں، یہ دراصل وبال ہے۔ اسی مال کی حرص و آز نے انسانوں کو ایک دوسرے کا دشمن بنادیا ہے۔ اس کے بعد آپ میں یہ جذبہ جنم لے گا کہ جس مال کا آپ کو جانشین بنایا گیا ہے، اسے آپ نے بھوکی پیاسی انسانیت کی غاطر خرج کرنا ہے، نیکی اور بھلائی کے کاموں میں خرج کرنا ہے۔ اس مال میں سے آپ کے لیے صرف

وہی ہے جسے آپ نے کھالینا ہے اور یوں اسے اپنے ذاتی تصرف میں لے آنا ہے، یا اس مال میں سے لباس تیار کرو کر اسے پہن لینا ہے اور پھر اسے پرانا اور بوسیدہ کر دینا ہے، یا صدقہ کر کے اپنے مال کو بقاۓ دوام دینا ہے۔

قارئین محترم، ذرا اس ارشاد الٰہی کا مطالعہ کیجیے: اِمْنُوا بِاللَّهِ وَ رَسُولِهِ وَ اَنْفَقُوا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِينَ فِيهِ ط (الحدید ۵:۷) ”ایمان لا اَللّٰہ اور اس کے رسول پر اور خرچ کرو ان چیزوں میں سے جن پر اس نے تم کو خلیفہ بنایا ہے“۔ آپ بلاشک و شہبہ اللہ کے راستے میں، نیکیوں اور بھلائیوں کے کاموں میں ہنستے مسکراتے، بطیب خاطر اپنا مال و دولت خرچ کریں گے۔ آپ کو اس کا رخیر تک کس نے پہنچایا، صحیح شرعی روزے نے.....!

اس ساری تہبید طولانی کے بعد، اب آپ میں یہ صلاحیت پیدا ہو چکی ہے کہ آپ درج ذیل حدیث نبویؐ کے بھید کو پاسکیں اور اس میں مضر راز کی تہہ تک پہنچ سکیں۔

امام بخاریؓ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے، فرمایا: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے بڑھ کر سخنی تھے۔ آپ رمضان میں بہت زیادہ سخاوت فرماتے تھے جب حضرت جبرايلؓ آپ سے ملتے تھے۔ حضرت جبرايلؓ آپ سے رمضان کی ہر رات میں ملاقات کرتے تھے، اور آپ سے مل کر قرآن کریم کا دور کرتے تھے۔ حضور اکرم خیر و بھلائی کی سخاوت کرنے میں تندو تیر آندھی سے بھی زیادہ سخنی تھے۔“ (بخاری)

کیا آپ نے غور کیا: رسولؐ انور کی ذات گرامی روحانی درجات میں کس قدر بلند و بالاتھی۔ پھر اس پر حضرت جبریلؓ سے ملاقات کی روحانیت۔ پھر تلاوت قرآن کی روحانیت۔ ماہ رمضان کے روزوں کی روحانیت۔ ان تمام روحانیتوں نے یک جا ہو کر یہ کیا کہ مادیت کا غلبہ کمزور پڑ گیا اور فتنے کے اثرات غائب ہو گئے۔ چنانچہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام مال و متاع دنیا کی سخاوت اس طرح کرتے تھے، جیسے تندو تیر ہوا ہو کہ وہ ہر چیز پر سے گزرتی ہے، ہر شے کو سرفراز کرتی ہے۔

آپ نے دیکھا کہ خالص عبادت، عبادت گزاروں کے نفوس پر کیسے اثر انداز ہوتی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس مالی بحران کے دور میں، مسلمانوں کو اپنا مال خرچ کرنے کے لیے کہنا، ہمارے قارئین محترم کو کچھ عجیب سالگے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ مجھ پر اعتراض کریں کہ جب لوگ

معیشت کی تنگی میں بستا ہیں اور مالی بحران نے ان کا جینا دو بھر کر رکھا ہے، تو ایسی حالت میں انھیں انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب دینا غیر موزوں ہے۔ اس کا فائدہ کیا؟  
میں آپ سے کہوں گا: عزیز محترم، ذرا رُک جائیے:

آپ بنکوں کی عمارت دیکھیے، عوام کی ان بنکوں میں آمد و رفت اور بھیڑ بھاڑ پر نظر ڈالیے۔ آپ بدکاری و عیاشی کے اذوں کو جو شاہراہ عماد الدین پر واقع ہیں، دیکھیے، اس سڑک پر جوے خانوں پر نگاہ ڈالیے، آپ سمعان کی دکانوں کو ملاحظہ کیجیے۔ آپ شکوریاں وغیرہ کی مارکیٹوں اور بازاروں میں خریداروں کے ہجوم کو دیکھیے۔ آپ بڑی بڑی آرام دہ گاڑیوں اور کاروں کو کیسے نظر انداز کر سکتے ہیں۔ آپ بلند و بالا کوٹھیوں اور بیکنوں سے کیسے صرف نظر کر سکتے ہیں۔ آپ کے سامنے دنیا کی زندگی کی چمک دمک ہے، دنیا کا پھول خوب کھلا ہوا ہے۔ دنیوی امارت اور شان و شوکت کے مظاہر کے اثرات آپ کو ہمارے سرمایہ پر اور ہمارے نوجوانوں پر نظر آئیں گے۔ آپ ذرا سی دیر کے لیے ہی، یہ سب کچھ دیکھیے اور پھر بتائیے کہ غربت کا مسئلہ سرے سے ہے ہی نہیں، نہ کوئی بحران ہے۔

اصل معاملہ یہ ہے کہ ہم لوگ نیکی اور بھلائی کے کاموں میں صرف کرنے میں سجنوس و بخیل واقع ہوئے ہیں۔ ہمارے نفوس میں بخیل ہی بخیل ہے۔ ہم لوگ اپنے اموال ان کاموں میں خرچ کرتے ہیں، جو اللہ کو پسند نہیں۔ ہم اعلیٰ و بر تأمور کے طلب گار نہیں، ہم معمولی و حقیر اور گھٹیا قسم کے کاموں میں انجھتے ہیں، معمولی باتوں کی طرف لپکتے ہیں، چھوٹے ذریجے کے کاموں میں ہمارا دل لگتا ہے۔ ہم ہر دی اور خراب چیز کی طرف لپکنے والے ہیں، ہم دنیا کی ظاہری چکا چوند پر ریختنے والے ہیں، ہم انھی سے لطف اندوز ہونا زندگی کا مقصد سمجھتے ہیں۔

اگر مسلمانوں میں خیر کی محبت رپھی بھی ہوتی، مقاصد عالیہ کی طلب و جتوان کے دل و دماغ پر چھائی ہوتی اور وہ اس سلسلے میں قرار واقعی جدوجہد کرتے، تو آپ دیکھتے کہ ہر مسلمان اس بات کی استطاعت رکھتا ہے کہ وہ میانہ روی سے کام لے اور اپنی آمدنی میں سے غریبوں، محتاجوں اور ناداروں کی مدد کے لیے کچھ نہ کچھ خرچ کر دے۔ وہ تمباکونوشی اور سگار پینے پر جو خرچ کرتا ہے، جس رقم سے گانوں کی کیسٹ خریدتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتا۔ وہ رقم جو وہ قہوہ خانے

میں رات گزارنے میں خرچ کرتا ہے، یا وہ رقم جو وہ شراب نوشی کی دعوت کر کے محض ریا کاری اور شہرت کے لیے اڑا دیتا ہے، یا وہ رقم جو وہ مہنگی نکالنی خریدنے میں ضائع کر دیتا ہے یا دتی رومال کی خریداری پر، پھر اپنے مہنگے مشروبات پر، عطر کی شیشی پر اور دیگر فضولیات اور غیر ضروری اشیاء کے خریدنے پر اڑا دیتا ہے۔ کاش! وہ ان تمام امور میں میانہ روی سے کام لیتا اور پھر اس سے جو زائد رقم بچتی ہے اور یہ بہت ہوتی ہے۔ اسے مسلمان خیر کے منصوبوں اور اسلام کی خدمت میں صرف کرتے تو کتنا اچھا ہوتا، کتنی امیدیں پوری ہوتیں اور کتنے ہی فلاحی کام پایہ تکمیل کو پہنچ جاتے!

مسلمان کو یہ سب باقی مہ جود و سخا کے موقع پر یاد رکھنا چاہیے۔ اس کے ساتھ ہی مسلمان کو یہ بات ذہن نشین رکھنا چاہیے کہ اگر وہ اپنے امور میں میانہ روی اور اعتدال سے کام لے گا تاکہ وہ شرافت، عزت اور خیر کے راستے میں خرچ کرے، تو اس کے دشمن کی قوت کمزور پڑ جائے گی۔ وہ دشمن جو مسلمانوں کے مال و دولت سے فائدہ اٹھاتا ہے اور مسلمانوں کے اموال پر سرمایہ کاری کر کے خوب مال کماتا ہے اور پھر اسے مسلمانوں کو بتاہ و بر باد کرنے میں خرچ کرتا ہے۔ دشمن مسلمانوں سے حاصل شدہ سرمایہ کو اپنے علاقے کی آباد کاری اور ترقی میں لگاتا ہے۔

کاش! مسلمان اس نیک جذبے کو بروے کارلاتے۔ کاش! انھیں معلوم ہوتا کہ ہمارے اموال میں سائل اور محروم کا حق ہے۔ کاش! انھیں احساس ہوتا کہ انھیں ترقی کرنا ہے، انھیں آگے بڑھنا ہے۔ اگر یہ جذبہ و احساس ہوتا، تو ہم 'مانوی' شراب سے بے پروا ہوتے، 'ماتویان' سگریٹ کے پیکٹ سے بے نیاز ہوتے اور 'البون مارش' کی زیب و زیست اور 'مکوریشن' کے محتاج نہ ہوتے۔ آج مسلمانوں کا معاملہ عجیب ہے۔ ان میں سے کتنے ہیں جو اپنے خون پینے کی کمائی معمولی چیزوں میں اڑا دیتے ہیں۔ دوسرا طرف وہ اعلیٰ مقاصد اور اغراض کے لیے معمولی رقم بھی خرچ کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔ انسانیت کی فلاح و بہبود کے لیے جب انھیں خرچ کرنے کے لیے کہا جاتا ہے تو وہ اقتصادی بحران کا بہانہ کرتے ہیں اور کساد بازاری کا روناروتے ہیں۔ حالانکہ معاشی بحران سے بڑھ کر خطرناک چیزیں یہ ہے کہ مال و دولت کو بے جا اڑایا جائے اور مال و دولت کی تقسیم غیر منصفانہ ہو۔

کاش! لہو و لعب میں گلگھڑے اڑانے والے، ذرا دیر کے لیے چشم تصور سے ہی سہی ان

کسانوں اور مزدوروں کا خیال کرتے جو سخت تیگی و ترشی میں رہ کر روزی روٹی کاتے ہیں، انھیں ناکافی غذا، بے آرامی اور تھکاوٹ کے سوا کچھ نہیں ملتا۔ محرومی و بد بختنی ان کا مقدر ہے۔ جو لوگ صرف ایک رات میں ہزاروں کی رقم اڑا دیتے ہیں، کاش کہ انھیں معلوم ہوتا کہ وہ جو خرچ کر رہے ہیں یہ انھی کے ہم وطن اور ہم نہب محتن کش بھائیوں کی خون پسینے کی کمائی ہے، اور انسانیت وطن کے رشتے میں مسلک ان غریب بھائیوں نے یہ رقم کانے میں کئی دن صرف کیے ہیں۔

اے مال دارو! اے سرمایہ دارو! اے اصحاب ثروت! آپ لوگوں سے اس مال کے بارے میں اللہ تبارک و تعالیٰ پوچھے گا: تم نے یہ مال کہاں سے کمائے؟ تم نے یہ مال کن کاموں میں صرف کیے؟ — خواہ تھیں یہ سوال پسند ہو یا ناپسند، بہر حال یہ تم سے پوچھا ضرور جائے گا۔ ابھی سے اس سوال کا جواب تیار کرو!

بہر حال یہ ماہ رمضان ہے — سخاوت کا مہینہ، راہ خدا میں اپنے مال و دولت کو خرچ کرنے کا مہینہ! ہمارے سامنے بہت سے منصوبے ہیں۔ یہ میں خرچ کرنے پر آمادہ کر رہے ہیں۔ تو کیا ماہ رمضان کے روحانی موسم میں، اس پاکیزہ فضامیں، اس کیف انگیز ماحد میں ہم اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنے کی تربیت و تجربہ کا موقع دیں گے؟

هَاتُّمْ هَوْلَاءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيلِ اللَّهِ حَفَمِنْكُمْ مَنْ يَبْخَلُ حَ وَمَنْ يَبْخَلُ فَإِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَفْسِهِ طَوَالِلَهُ الْغَنِيُّ وَأَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ حَ وَإِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلُ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوْا أَمْثَالَكُمْ (۳۸:۳۷) (محمد)

دیکھو، تم لوگوں کو دعوت دی جا رہی ہے کہ اللہ کی راہ میں مال خرچ کرو۔ اس پر تم میں سے کچھ لوگ ہیں جو بخل کر رہے ہیں، حالانکہ جو بخل کرتا ہے وہ درحقیقت اپنے آپ ہی سے بخل کر رہا ہے۔ اللہ تو غنی ہے، تم ہی اس کے محتاج ہو۔ اگر تم منہ موڑو گے تو اللہ تمہاری جگہ کسی اور قوم کو لے آئے گا اور وہ تم جیسے نہ ہوں گے۔

(افکارِ رمضان، البدر پبلیکیشنز، اردو بازار، لاہور، ص ۱۱۶-۱۲۵)